شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود......فرماں روائے سعودی عرب

تحریر: عبدالمالک مجاہد۔ریاض

3 اگست 2005ء کو صبح سویرے ہی ریاض کے قصر الحکم کی جانب جانے والے تمام راستوں پر ٹریفک کا بے حد ہجوم تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں سعودی باشندے اپنے نئے بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ان لوگوں میں علمائے کرام، وزراء، حکومت کے اعلیٰ عہدے داران، مختلف قبائل کے سربراہان، مجلس شوریٰ کے ارکان، مسلح افواج کے افسران اور عام شہری شامل تھے۔اسلام میں بیعت کی خاص اہمیت ہے۔یہ محض رسم ورواج ہی نہیں بلکہ شرعی اور دینی فریضہ ہے جس کی بجا آوری کے لیے قصر الحکم کے وسیع احاطہ میں بے شمار لوگ صبح سویرے ہی جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔نماز ظہر کے بعد شاہ عبداللہ، ولی عہد امیر سلطان، اپنے تمام بھائیوں اور دیگر امراء کے ساتھ تشریف لائے اور لوگوں سے بیعت لینا شروع کی۔کم وبیش دو گھنٹے تک مسلسل لوگ آتے رہے اور سعودی دستور کی دفعہ چھ کے تحت اپنے بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے۔یہ بیعت جو حدیث شریف کے الفاظ کے مطابق ہوتی ہے:[نبایعه علی کتاب الله و سنة رسوله وعلی السمع والطاعة فی العسر والیسر والمنشط والمکره وعلی اثرة علینا وعلی أن لا ننازع الأمر أهله]۔ ''ہم اپنے بادشاہ کی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق بیعت کرتے ہیں اور یہ کہ ہم تنگی و آسانی میں تمام خوش گوار اور ناگوار حالات میں سمع وطاعت سے کام لیں گے چاہے ہم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے اور یہ کہ ہم حکمرانوں سے سرکشی نہیں کریں گے۔'' بیعت کے فوراً بعد شاہ عبداللہ نے ٹیلی ویژن پر قوم سے مختصر خطاب کیا جس میں کہا کہ میں آپ لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں قرآن کریم کو ملک کا دستور اور اسلام کو اپنا منہج بناؤں گا۔اور میرا سب سے پہلا کام حق کی بالادستی، عدل وانصاف کی سربلندی اور بغیر کسی تمیز کے سعودی عوام اور مقیم غیر ملکیوں کی خدمت ہوگا۔انہوں نے کہا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ بہت بڑا بھاری بوجھ اور عظیم امانت ہے۔انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں ہمت اور طاقت عطا فرمائے اور انہیں اپنے اسلاف شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ان کے دوسرے بیٹوں (سعود، فیصل، خالد، اور فہد رحمہم اللہ) کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شاہ عبداللہ نے کہا کہ مرحوم شاہ فہد میرے عمر بھر کے دوست اور ساتھی تھے۔ان کے بعد ولی عہد امیر سلطان بن عبدالعزیز نے ٹیلی ویژن پر خطاب کیا اور اپنے مرحوم بھائی کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔شاہ عبداللہ سعودی عرب کے چھٹے بادشاہ ہیں۔آل سعود کی حکومت نجد کے علاقے پر تین مختلف مراحل میں کم وبیش 1700ء سے چلی آ رہی ہے۔ان کے جد امجد کا نام سعود بن محمد بن مقرن تھا جن کی تاریخ وفات 1725ء ہے اور وہ درعیہ کے حاکم تھے۔ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن سعود نے درعیہ کی حکومت سنبھالی۔درعیہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو اب تو ریاض کا حصہ بن چکا ہے مگر اس وقت بیس یا پچیس کلومیٹر کی مسافت پر ہوگا۔محمد بن سعود کا عہد 1726ء سے لے کر 1765ء تک ہے۔اسی دوران انہوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ معاہدہ کیا جس میں اسلامی شریعت کا نفاذ اور قرآن وسنت کے مطابق حکومت چلانے کا عہد تھا۔ان کو سعودی حکومت کا مؤسس اول کہا جاتا ہے۔اس کے بعد ان کی اولاد اس خطے پر حکومت کرتی رہی۔محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے۔علماء کرام کی کثیر تعداد نے حکومت کا ساتھ دیا۔شاہ عبداللہ کے دادا کا نام عبدالرحمٰن بن فیصل بن ترکی تھا۔انہیں ایک موقع پر ریاض کو چھوڑ کر کویت جانا پڑا۔ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز نے اپنی خداداد ذہانت کی بدولت 1901ء میں ریاض پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔15 جنوری

1902ء کو شاہ عبدالعزیز نے سعودی عرب کی حکومت سنبھالی اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے مختلف متحارب قبائل کو جمع کیا جو آسان کام نہ تھا۔ حتی کہ 1925ء میں حجاز کا علاقہ بھی حکومت میں شامل کر لیا۔ اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر الشریف علی بن حسین کی حکومت ختم ہو گئی۔ شاہ عبدالعزیز کی وفات 1953ء میں ہوئی۔ ان کے بعد ان کے سب سے بڑے بیٹے سعود نے زمام حکومت سنبھالی۔ 1964ء شاہ سعود کی معزولی پر میں شاہ فیصل مرحوم کے ہاتھ پر بیعت ہوئی ان کی حکومت 1975ء تک جاری رہی۔ پھر شاہ خالد کا دور شروع ہوا جو ان کی وفات 1982ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد شاہ فہد بن عبدالعزیز کا سنہری دور آتا ہے جو کم و بیش 23 سال تک رہا۔ اس دوران سعودی میں عرب نے بے حد ترقی کی اور دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں اپنا نام پیدا کیا۔ یکم اگست 2005ء کو ان کی وفات کے بعد شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے حکومت سنبھالی ہے۔ آل سعود کو اس خطہ پر حکومت کرتے ہوئے یوں تو صدیاں گزری ہیں مگر شاہ عبدالعزیز اور ان کی اولاد کو سو سال سے زیادہ عرصہ اس خطہ میں حکومت کرتے ہو گیا ہے۔ اس خاندان کی اپنی اعلیٰ روایات ہیں۔ دین کے ساتھ تعلق' علماء کے ساتھ روابط' عقیدہ توحید کی پاسداری' اعلیٰ اخلاق اور تواضع کے ساتھ ساتھ اپنی قوم کی بے حد خیر خواہی' ہمدردی اور پیار نے ان کو اپنے عوام کا محبوب بنا رکھا ہے۔ بلاشبہ یہ حکمران اپنے عوام سے اور عوام ان سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ آل سعود نے اپنے عوام کو جو سہولتیں مہیا کی ہیں ان کا اصل اندازہ تو سعودی عرب میں مقیم لوگ کر سکتے ہیں۔

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز 1924ء میں ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کا تعلق شمر قبیلے سے تھا۔ ان کے نانا العاصی بن کلیب بن حمدان بن شریم نجیب خاندان کے چشم و چراغ اور عربوں کے معروف شہسوار اور شمر قبیلے کے سردار تھے۔ اپنے بھائیوں میں ان کا نمبر تیرھواں ہے۔ ان کے والد نے اپنی اولاد کے لیے بطور خاص مدرسہ قائم کیا ہوا تھا جس میں بڑے بڑے مربی اور قابل اساتذہ کی زیر نگرانی انہوں نے ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ ان کے والد بذات خود اپنی اولاد کی تربیت میں خاصی دلچسپی لیتے تھے۔ انہوں نے بچپن سے ہی اپنے والد سے سیاست' قبائل کے ساتھ گٹھ جوڑ اور حکومت کے طریقے سیکھے۔ اس وقت کے معروف علماء سے بھی بہت کچھ سیکھا۔ علماء کی مجالس ہر روز ہوتی تھیں جس میں شہزادے بیٹھتے' تاریخ کے اوراق سے استفادہ کیا جاتا اور حکمرانی کے گر بتائے جاتے۔ انہوں نے علماء کی مجالس کے علاوہ ذاتی طور پر خاصا مطالعہ کیا۔ مطالعہ ان کے نزدیک روحانی ورزش ہے۔ وہ کہتے ہیں: مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ زمانہ جس تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے اسکے ہم رکاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو ہر قسم کی معلومات حاصل ہوں۔ جو لوگ مطالعہ سے محروم ہوتے ہیں وہ دنیا میں ترقی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اپنے والد کے بعد اپنے بھائیوں' سعود' فیصل' خالد اور فہد رحمہم اللہ سے بہت کچھ سیکھا کہ ان کے شب و روز ان کے ساتھ بسر ہوتے تھے۔ ہر بڑے اور اہم موقع پر وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ فیصلوں میں شریک ہوتے۔ عام آدمی کے مسائل میں گہری دلچسپی لیتے۔ اسی وجہ سے ان کی شخصیت میں حکومت کو چلانے کی صلاحیتیں بہت پہلے سے موجود تھیں۔

1964ء میں شاہ فیصل مرحوم نے انہیں نیشنل گارڈ کمانڈر مقرر فرمایا۔ نیشنل گارڈز مسلح افواج کا عسکری ونگ ہے۔ اس میں ان افراد کو شامل کیا گیا جنہوں نے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ مل کر اس ملک کو اکٹھا کرنے میں اپنا کردار ادا کیا تھا۔ انہوں نے نیشنل گارڈز کو خاصے عروج تک پہنچایا اور اس کی ترقی میں دن رات کام کیا۔ وہ حکومت سنبھالنے تک اس کے کمانڈر رہے۔ 1975ء میں جب شاہ خالد نے حکومت سنبھالی تو شہزادہ عبداللہ کو ولی عہد کا نائب مقرر کیا جو عہدے کے لحاظ سے حکومت میں تیسرا بڑا عہدہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا نیشنل گارڈ کا منصب بھی برقرار رہا۔ 13 جون 1982ء کو شاہ فہد نے جب حکومت سنبھالی تو انہوں نے امیر عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اس موقع پر شاہ فہد کے ساتھ ان کی بھی بیعت کی گئی۔ انہیں نیشنل گارڈ کے کمانڈر کے علاوہ

نائب وزیر اعظم کا عہدہ بھی دیا گیا۔ گویا وہ نوجوانی سے لے کر اب تک سعودی عرب کے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز چلے آ رہے ہیں۔ اس لحاظ سے انہیں ملکی مسائل سے نمٹنے کا خوب تجربہ ہے۔ مملکت سعودی عرب کو حرمین شریفین کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں میں عقیدت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ہر سال یہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان حج اور عمرہ کے لیے آتے ہیں جن میں حکومتوں کے سربراہان اور دیگر ذمہ داران بھی شامل ہوتے ہیں۔ سعودی حکومت کے تمام اسلامی ممالک کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ شاہ عبداللہ نے ان روابط کو مضبوط بنانے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ ریاض کا شہر عربوں اور دیگر مسلمانوں کا گھر متصور ہوتا ہے۔ ان کے پاکستان کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ متعدد بار انہوں نے پاکستان کا دورہ کیا۔ اور ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا۔ قضیہ افغانستان ہو یا کشمیر یا ایٹمی دھماکوں کے بعد پاکستان کے اوپر کڑا اور مشکل وقت' شہزادہ عبداللہ نے اس موقع پر پاکستان کو لاثانی قرار دیا اور بھرپور مالی مدد کی۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ سعودی عرب کا عالمی امور میں خاصا عمل دخل ہے۔ اقتصادی طور پر چونکہ سعودی عرب ایک نمایاں اور مضبوط ملک ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والے ملکوں میں سے ایک ہے۔ اس لیے اسے اقوام متحدہ اور اوپیک میں ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ شاہ عبداللہ نے گذشتہ کئی سالوں میں یورپ' امریکا' جاپان' روس' چین اور دیگر ممالک کے متعدد دورے کیے اور مختلف پلیٹ فارموں سے اپنے ملک کی نمائندگی کی۔

شخصی طور پر وہ صاف ستھری بات کہنے کے عادی ہیں۔ وہ بلاشبہ صحرا کے بیٹے ہیں۔ اونٹوں اور گھوڑوں کی دوڑ میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ وہ خود بھی بہترین شہسوار ہیں۔ وہ ریاض کے گھڑ سواری کے کلب کے صدر ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے عرب ثقافت کو نمایاں کرنے کے لیے ثقافتی میلہ کا آغاز کیا۔ ہر سال اس میلے میں دنیا بھر سے شعراء' ادبا' دانشوروں اور علمائے کرام کو بلایا جاتا ہے۔ ایک ہفتہ سے زائد جاری رہنے والے اس میلہ میں عربوں کی پرانی ثقافت کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ وہ عرب ثقافت کے اس میلہ کی بذات خود نگرانی کرتے ہیں۔ ان کی کمان میں نیشنل گارڈز اس میلے کے انتظامات کا ذمہ دار ہوتے ہیں۔

2002ء میں وہ ملک کے ان علاقوں میں بذات خود تشریف لے گئے جہاں ابھی تک جدید سہولتیں نہیں پہنچ سکی ہیں۔ انہوں نے ان محلوں' علاقوں میں زبردست ترقیاتی کام کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے معالجۃ الفقر کے نام سے ایک خصوصی فنڈ قائم کیا۔ جس کی نگرانی وزارت (العمل و الشئون الاجتماعیه) کر رہی ہے۔ انہوں نے فقراء کے لیے خصوصی فنڈ قائم کیا تاکہ لوگ بھیک مانگنے کی بجائے خود اپنے قدموں پر کھڑے ہوں۔ طویل القامت شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز واضح عربی خدوخال اور نہایت سادہ طبیعت کے مالک ہیں۔ وہ نرم گفتاری اور صاف گوئی کے لیے مشہور ہیں۔ مختصر بات کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں کر دکھاتے ہیں۔ وہ اسلامی اقدار کی خود بھی پابندی کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں۔ سعودی حکمرانوں پر گزشتہ سالوں میں مغرب کی طرف سے سخت تنقید ہوئی اور ان کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی اسلامی روایات اور عقیدے سے پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ان کو عالمی تجارتی تنظیم (W.T.O) میں شامل کیا جا سکے۔ شاہ عبداللہ نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم تجارت اور سرمایہ کاری کو خوش آمدید کہتے ہیں لیکن ہم اپنے فکر اور تہذیب کو بدلنے اور اسلامی اقدار پر کوئی سمجھوتہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان کے قریبی رفقاء کا کہنا ہے کہ وہ حق کے سامنے سرنگوں ہو جاتے ہیں اور اپنی غلطی پر اصرار نہیں کرتے۔

فلسطین کے مسئلہ پر ان کا موقف بڑا واضح اور جاندار رہا ہے اور اس سلسلہ میں وہ متعدد کانفرنسوں میں شریک ہو چکے ہیں۔ امت مسلمہ کی نگاہیں اب اس عظیم قائد پر مرکوز ہیں۔ آج امت مسلمہ کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے، امید کی جا سکتی ہے کہ وہ ان کا بھرپور طریقے سے مقابلہ کر سکیں گے۔